اَلْعَطَایَا النَّبَوِیَّہ فِی اَلْفَتَاوٰی الرَّضَوِیَّہ

فتاویٰ رضویہ



تصنیف لطیف: اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا علیہ الرحمہ

مسئلہ ۱۰۲۱ ازشہر کہنہ محلہ سہسوانی ٹولہ مسئولہ حافظ رحیم اللہ صاحب ۱۱ جمادی الاخری ۱۳۳۶ھ

بعد الحمد کے محمد رسول اللہ والذین معہ رکوع پڑھا ایک مقتدی کے منہ سے سہواً صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نکلا اور دوسرے مقتدی نے عمداً صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کہا حضور ان دونوں مقتدیوں کی نماز ہوئی یا نہیں؟ اور جو شخص یہ کہے کہ نماز کے اندر صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نہ سہواً کہنا چاہئے نہ عمداً، ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟

الجواب

اللہ عزوجل کا نام پاک سُن کر حکم ہے کہ عزوجل یا جل جلالہٗ یا اس کی مثل کلماتِ تعظیمی کہے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا نامِ پاک سُن کر واجب ہے کہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یا علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام یا اس کے مثل کلمات درود کہے مگر یہ دونوں وجوب بیرونِ نماز ہیں نماز میں سوا ان کلمات کے جو شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مقرر فرمادئے ہیں اور کی اجازت نہیں خصوصاً جہریہ نماز میں وقت قراءت امام مقتدی کا سننا اور خاموش رہنا واجب ہے یونہی امام کے خطبہ پڑھتے میں جب اللہ عزوجل اور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اسمائے طیبہ آئیں سامعین دل میں کلماتِ تقدیس و درود کہیں زبان سے کہنے کی وہاں بھی اجازت نہیں، نماز میں نامِ الٰہی سن کر جل وعلا یا نامِ مبارک سُن کر صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کہنا اگر بقصد جواب ہے نماز جاتی رہے گی سہواً ہو یا قصداً، اور اگر بلاقصد جواب تو قصداً ممنوع اور سہواً پر مواخذہ نہیں، درمختار میں ہے:

سمع اسم اللہ تعالٰی فقال جل جلالہ او النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فصلی علیہ او قراءۃ الامام فقال صدق اللہ ورسولہ تفسد ان قصد جوابہ[1] اھ قال العلامۃ الشامی ذکر فی البحر انہ لو قال مثل ما قال المؤذن ان اراد جوابہ تفسد وکذا لو لم تکن نیۃ لان الظاھر انہ اراد الاجابۃ وکذٰلک اذا سمع اسم النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فصلی

اگر اللہ تعالٰی کا نام سُن کر جل جلالہٗ، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام سُن کر درود شریف، امام کی قراءت سُن کر صدق اللہ ورسولہٗ کہا تو مقصود جواب تھا تو نماز فاسد ہوجائے گی اھ علامہ شامی نے فرمایا بحر میں ہے کہ اگر نمازی نے اذان کا جواب دیتے ہوئے اذان کے کلمات کہے تو نماز فاسد ہوجائے گی، اسی طرح اس صورت کا حکم ہے جب کوئی نیت نہ تھی کیونکہ ظاہر جواب دینا ہی ہے اسی طرح جب سرورِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

---

[1] درمختار باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیہا مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۸۹

علیه فهذا اجابة اھ ویشکل علی ھذا کلمة ما مرمن التفصیل فیمن سمع العاطس فقال الحمد للّٰه تأملًا استفید انه لو لم یقصد الجواب بل قصد الثناء والتعظیم لا تفسد لان نفس تعظیم اللّٰه تعالٰی والصلٰوة علی النبی صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم لاینا فی الصلوة کما شرح المنیة[1] اھ کلام العلامة ش۔

اقول والذی من التفصیل ان سامع عطسة غیره لو قال الحمد للّٰه فان عنی الجواب اختلف المشائخ او التعلیم فسدت اولم یرد واحدا منهما لا تفسد نهر وصحح فی شرح المنیة عدم الفساد مطلقا لانه لم یتعارف جوابا قال بخلاف جواب السار بالحمد لله التعارف[2] اھ ش و رأیتنی کتبت علی قوله عدم الفساد مطلقا ما نصه۔

اقول لا بد من استثناء ارادة التعلیم کما لا یخفی

کا اسمِ گرامی سُنا اور درود شریف پڑھا تو یہ بھی جواب ہی ہے اھ اور اس پر گزشتہ گفتگو کے ساتھ اعتراض ہوگا جس میں فرق کیا گیا تھا مثلاً کسی نے چھینک سُن کر الحمد للّٰه کہا غور کرو، جو واضح کر رہا ہے کہ اگر مقصود جواب نہ ہو بلکہ اللہ کی ثنا و تعظیم ہو تو نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ اللہ تعالٰی کی تعظیم اور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمت میں سلام نماز کے منافی نہیں شرح المنیہ اھ علامہ شامی کا کلام ختم ہوا۔

اقول (میں کہتا ہوں) جو تفصیل پیچھے گزری کہ اگر غیر کی چھینک سننے والے نے الحمدللہ کہا تو اگر مقصود جواب تھا تو اس میں مشائخ کا اختلاف ہے یا مقصود تعلیم تھا تو نماز فاسد ہوجائے گی یا دونوں میں سے کوئی بھی مقصود نہ تھا تو نماز فاسد نہ ہوگی نہر، اور شرح منیہ میں اس بات کو صحیح قرار دیا ہے کہ کسی صورت میں بھی نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ یہ جواب متعارف نہیں بخلاف اس صورت کے جب خوش کن بات پر الحمدللہ کہے تو یہ جواب متعارف ہے اھ ش۔ مجھے یاد آتا ہے کہ اس کے قول "عدم الفساد مطلق" پر یہ لکھا تھا

اقول یہاں ارادہ تعلیم کو مستثنٰی کرنا ضروری ہے جیسا کہ واضح ہے اور تعلیل اس سے متعلق نہیں

---

[1] ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/ ۴۵۹

[2] ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/ ۴۵۸

والتعلیل لایمسه فان العلة فیه شیئ اٰخر غیر کونه جوابا وهو کونه خطاء فهذا امر من التفصیل وانت تعلم انه لامساس له بانها من الفروع فان الحمد ﷲ لیس جوابا للعطاس وانما هو سنة العاطس فاذا لم یرد به التعلیم لم یکن الا انشاء حمد بخلاف ماهنا فکله جواب وقد عرف جوابا فقد عرف الجواب عن الاشکال[1]. واﷲ تعالٰی اعلم۔

ہوسکتی کیونکہ اس میں علّت اور شیئ ہے اور وہ جواب ہونا نہیں بلکہ وہ اس کا خطاء ہونا ہے یہی گزشتہ تفصیل تھی اور آپ دیکھ رہے ہیں کہ اس کا کوئی تعلق نہیں کہ یہ اس کی فروعات میں سے ہے کیونکہ الحمد ﷲ چھینک کا جواب نہیں بلکہ وہ چھینک والے کے لئے سنت ہے تو جب اس سے مقصود تعلیم نہیں تو اب حمد کرنا ہی ہوگا بخلاف مذکورہ صورتوں کے کہ یہ بہرصورت جواب ہیں کیونکہ ان کا جواب ہونا معروف ہے تو اس سے اشکال کا جواب معلوم ہوگیا ——— واﷲ تعالٰی اعلم (ت)

مسئلہ ۱۰۲۲: از داتا گنج ضلع بدایوں مرسلہ عاشق حسین صاحب ۱۹ جمادی الاخری ۱۳۳۶ھ

جُوتا پہن کر یعنی فل بُوٹ جو ٹخنوں تک بندھا ہوتا ہے خشک ہو غلاظت نہ لگی ہو خواہ نیا ہو یا پرانا نماز جائز ہے یا نہیں؟ یہ اور بات ہے کہ مسجد میں چونکہ سب لوگ رواجاً آج کل جُوتا اتار کر جاتے ہیں ان میں ایک شخص انگشت نمائی کے خوف سے جوتا پہن کر نہ جائے مگر مسئلہ کیا ہے آیا کوئی شخص اپنے مکان میں یا جنگل میں یا سفر میں بُوٹ پہن کر نماز پڑھ سکتا ہے؟ ایک مولوی نے فرمایا تھا کہ بُوٹ نیا ہو یا پُرانا، خشک ہو، غلاظت نہ لگی ہو پہن کر نماز جائز اور صحیح بخاری میں لکھا ہوا بتایا تھا۔

الجواب

مسجد میں جُوتا پہن کر جانا خلافِ ادب ہے ردالمحتار میں ہے دخول المسجد متنعلا سوء الادب[2] (مسجد میں جُوتا پہن کر داخل ہونا بے ادبی ہے۔ ت) ادب کی بنا عرف ورواج ہی پر ہے اور وہ اختلاف زمانہ و ملک وقوم سے بدلتا ہے، عرب میں باپ سے اَنْتَ کہہ کر خطاب کرتے ہیں یعنی تُو۔ زمانہ اقدس نبی صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم میں بھی یُونہی خطاب ہوتا تھا، سیدنا اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے والد ماجد سیدنا ابراہیم شیخ الانبیاء خلیل کبریا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کی اے میرے باپ! تُو کر جس بات کا تجھے

[1] جد الممتار علی رد المحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ المجمع الاسلامی مبارکپور انڈیا ۱/۲۸۵

[2] رد المحتار باب یفسد الصلوٰۃ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/۴۸۶